زمانہ خلفاء میں حضرت علی علیہ السلام کا اعلان استحقاق خلافت

در نشحات خامہ پر دنیبر خواجہ محمد لطیف انصاری ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

خویشی تو با پیمبر شاہد حق است و بس
اے باستحقاق بعد از مصطفےٰ غیر از تو کس
تا نہادہ پائے تمکیں بر مکان مصطفےٰ

(محسن کاشی ؒ)

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر مطمئن تھے اور ان خلفا کے زمانہ میں انہوں نے اپنے استحقاق خلافت کا اعلان نہیں فرمایا اس قسم کا پراپیگنڈا حق پر پردہ ڈالنے کی سعی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سرکار ولایت علی المرتضےٰ (روحنا الفدا) اپنے آپ کو سرکار رسالت محمد مصطفےٰ (فداہ امی وابی) کا خلیفہ بلا فصل سمجھتے تھے وہ ہمیشہ اس کا اعلان فرماتے رہے اور جب بھی حضور کو موقعہ ملا اپنے استحقاق خلافت کا اظہار فرمایا۔ اگر سرکار ولایت کے خطبات، احتجاجات، اور تقاریر کو جمع کر لیا جائے تو وہ ایک مستقل کتاب ہو جائے گی ہم اس مقالہ میں اجمال و اختصار کے ساتھ اس موضوع کو قلم بند کرتے ہیں۔

جب ارباب سیاست سقیفہ بنی ساعدہ کی مہم جس طرح بھی ہو سر کر چکے۔ تو جناب امیرؑ سے مطالبہ بیعت کیا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

انا عبد اللہ و اخو رسولہ فقیل لہ بایع ابوبکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم و انتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار و احتججتم علیھم بالقرابۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم و تاخذونہ منا اھل البیت غصباً الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر لما کان محمد منکم و اعطوکم القیادۃ و سلموا الیکم الامارۃ و انا احتج علیکم بمثل ما احتججتم بہ علی الانصار نحن اولی برسول اللہ فانصفونا ان کنتم تؤمنون والا فبوؤا بالظلم و انتم تعلمون۔

(کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ الدینوری ص۱۱)

"میں خدا کا بندہ ہوں اور رسول کا بھائی ہوں"

سرکار ولایت نے جوامع الکلم محمد مصطفےٰ کے جانشین کی حیثیت سے کمال ایجاز سے اس مختصر جملہ میں اپنے دعوی خلافت کو بیان کر دیا ہے الاشارۃ ابلغ من التصریح۔ مگر ان اشارات کو وہی سمجھے جس کی اصطلاحات قرانیہ پر نظر ہو۔ جمہوری خلیفہ اور ان کے مشیر اسے سمجھ نہیں سکے۔ ہم جناب امیرؑ کے اس جملہ کی شرح بالاختصار یہاں لکھتے ہیں۔

عبد کے معنی بندہ ہے۔ مگر یہ معنی لغت کے لحاظ سے ہیں۔ اصطلاح قرآنی میں عبد کے معنی معصوم ہیں چنانچہ جب شیطان راندۂ درگاہ رب العزت ہو چکا۔ تو اس نے بنی آدم کے متعلق یہ دعوے کیا۔

لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین

اے معبود! میں ان سب بنی آدم کو ضرور بہکاؤں گا مگر تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکاؤں گا۔ اس پر ارشاد رب العزت ہوا "ان عبادی لیس لک علیھم سلطان"۔ تحقیق جو میرے بندے ہیں ان پر غلبہ نہیں ہے۔ اسی آیہ وانی ہدایہ کی رو سے عبد اللہ وہ ہے جس پر شیطان غلبہ نہ پا سکے۔ اور اسے ہی معصوم کہتے ہیں اسی لئے اقرار عبدیت سرکار رسالت کلمہ شہادتین میں شامل کیا گیا ہے اور اقرار عبدیت کو اقرار رسالت سے مقدم رکھا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ پہلے سرکار رسالت کی عصمت کا اقرار کرو۔ پھر اقرار رسالت کیونکہ اقرار عصمت

www.khwajalateefansari.com

کے بغیر اقرار رسالت بے معنی ہے۔

اس عہد کی توضیح کے بعد دیکھئے سرکار ولایت علی مرتضیٰ دربارہ خلافت جمہوریہ میں فرما رہے ہیں کہ میں صاحب عصمت ہوں ایک معصوم سے غیر معصوم کی بیعت کس طرح طلب کی جا سکتی ہے یہ مفضول کو افضل پر ترجیح ہے جو ظلم صریح ہے پھر فرمایا "میں سرکار رسالت کا بھائی ہوں"۔ اگر منصب خلافت ذاتی مکرمت پر مبنی ہے تو میں عبد اللہ یعنی معصوم ہوں اور اگر اس عہدہ کا خلیفہ کے لئے اضافی فضیلت درکار ہے تو میں رسول اللہ کا بھائی ہوں۔ بہر صورت میں خلافت کا مستحق ہوں مجھ سے یہ مطالبہ بیعت کیوں؟

اللہ اللہ کس شان ایجاز سے اپنے استحقاق خلافت کو پیش کر دیا یہ ہے خلیفہ منصوص من اللہ کی شان۔ اب ذرا جمہوری خلیفہ کی زبان سے اپنی عدم عصمت کا بیان سنئے

حضرت ابوبکر نے خلافت اجماعیہ کے منصب پر فائز ہونے کے بعد جو خطبہ بیان فرمایا۔ اس کے بعض جملے یہ ہیں:-

فاطیعونی ما اطعت اللہ فاذا عصیت اللہ فلا طاعۃ لی علیکم (کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۶)

میری اطاعت کرو جب میں اللہ کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تمہارے لئے ضروری نہیں۔

یہی خطبہ سراج التواریخ فارسی ترجمہ تاریخ الخلفا سیوطی میں بدیں الفاظ مرقوم ہے:-

من بہ مثل شمایان بشرے ام کہ از شمایان بہتر نیستم شمایان ہم بہمراہ من مراعات کنید واگر دیدید کہ بامر خدائے تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استقامت نمودم مرا متابعت کنید واگر دیدید کہ کج گردیدم مرا راست گردانید و آگاہ باشید کہ بہمراہ من شیطانے است کہ ہمیشہ با من ستیزہ دارد چوں دیدید کہ در غضب آمدم از من اجتناب کنید

(سراج التواریخ ۱۰ مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور)

"میں بھی تمہاری مانند ایک بشر ہوں۔ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ تم میرے ساتھ مراعات کرو اگر تم دیکھو کہ میں امر خدا اور سنت رسول پر قائم ہوں تو میری اطاعت کرو اور اگر تم دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ اور آگاہ رہو کہ میرے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے جو ہمیشہ مجھ سے برسر پیکار رہتا ہے پس جب تم دیکھو کہ میں غصہ کی حالت میں ہوں تو مجھ سے پرہیز کرو"۔

ہم ارباب فکر کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں کہ وہ خلیفہ جمہوری کے خطبہ کے ان الفاظ کو آیہ مبارکہ "ان عبادی لیس لک علیہم سلطان" کی روشنی میں پڑھیں اور پھر جناب امیر کے استحقاق خلافت کے اس جملہ "انی عبد اللہ و اخو رسولہ" سے موازنہ کریں۔

اس استدلال کے بعد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا گیا کہ حضرت ابوبکر کی بیعت کرو آپ نے ارشاد فرمایا:-

"میں سب سے زیادہ امر خلافت کا مستحق ہوں۔ تم لوگوں کو چاہیئے کہ تم میری بیعت کرو۔ دیکھو تم نے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار پر یہ کہہ کے احتجاج کیا کہ تم قرابت دار سرکار رسالت ہو۔ تم خود ہی بتلاؤ کہ کیا تم مجھ سے زیادہ قرابت دار ہو؟ اور کیا تم اس حق کو ہم اہل بیت سے غصب نہیں کر رہے ہو؟ کیا تم نے انصار سے یہ استدلال نہیں کیا؟ چونکہ رسول اللہ تم میں سے تھے۔ لہٰذا تم کو خلافت ملنی چاہیئے اور انصار نے تمہارے اس استدلال کو تسلیم کیا۔ اور تمہاری بیعت کی اور جس طرح اور جن دلائل سے تم نے انصار پر حجت تمام کی انہی دلائل کی رو سے میں سب سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔ ہم سے بڑھ کر رسول اللہ کا اور کون قرابت دار نظر آ

www.khwalalateefansari.com

ہے اور ہمارے ہوتے ہوئے یہ حق کدھر منتقل ہو سکتا ہے لہٰذا انصاف سے کام لو ورنہ ظلم کرنے والوں کا انجام جو ہے وہ تمہیں معلوم ہے۔ (کتاب الامامۃ والسیاسۃ صلا)

جناب امیر علیہ السلام نے اپنے استدلال میں جمہوری خلیفہ اور اس کی پارٹی کے استدلال کی رو سے جو انہوں نے انصار کے مقابلے میں پیش کیا تھا اپنا استحقاق خلافت بدرجہ اولیٰ و اتم ثابت فرما دیا ہے جو قرابت جناب علی مرتضیٰ کو رسول اللہ سے تھی۔ وہ کسی اور کو کس طرح ہو سکتی ہے جمہوری خلیفہ بنی تیم سے اور ان کے مشیر بنی عدی سے تھے اور جناب امیر بنی ہاشم رسول اللہ کے ابن عم تھے اور آپ کے اس چچا کے بیٹے تھے جنہیں رسول اللہ کے والد حضرت عبداللہ سے ہم بطن ہونے کا بھی فخر حاصل تھا اور جناب رسالتمآب سے کہ جناب امیر سے ہونے کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی تھی کہ خود سرکار رسالت نے اپنی زبان وحی ترجمان سے فرمایا "یا علی انت منی و انا منک" اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ بھلا اس استدلال کا جواب کیا ہو سکتا تھا مگر حضرت عمر نے اس استدلال سے لاجواب ہو کر تنذار کے بل بوتے پر کہہ دیا۔ انک لست متروکا حتیٰ تبایع (کتاب الامامۃ والسیاسۃ صلا)

"اے علی! بیعت کر لو۔ بغیر بیعت کے چھٹکارا نہیں" اس پر امیر علیہ السلام نے فرمایا:

احلب حلبا لک شطرہ واشدد لہ الیوم امرہ و یردہ علیک غدا والله یا عمر لا اقبل قولک ولا ابایعہ (کتاب الامامۃ والسیاسۃ صلا)

اے عمر! اس نے تمہارے خلافت کے اگلے تھن سے دودھ دوہا ہے جو دودھ دوہنے کا حق ہے اس لئے آج تم اس کے لئے امر خلافت کو مضبوط کرو۔ کل وہ تمہارے لئے مضبوط کر جائیں گے۔ خدا کی قسم اے عمر نہ میں تمہارے قول کو قبول کروں گا نہ بیعت کروں گا۔

اللہ اللہ خلافت کے تھن کا استعارہ بہترین استعارہ ہے۔ اور سوائے دہن امامت کے یہ تشبیہ کسی دہن سے نکل نہیں سکتی تھی۔ اس فقرہ میں تلمیحات بھی ہیں کنایات بھی اور تشبیہات بھی۔ اس استعارہ کا لطف اس وقت اور حاصل ہوتا ہے جب حضرت ابوبکر کے قبل از اسلام پیشہ کا حال معلوم ہو۔ ایک زمانہ وہ تھا جب آپ قبیلے کی اونٹنیوں اور بھیڑوں کا دودھ دوہا کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔

وکان یحلب للحی اغنامہم فلما بویع لہ بالخلافۃ قالت جاریۃ من الحی الان لا یحلب لنا منایح دارنا فاسمعہا ابوبکر فقال بلیٰ جلبنہا لکم (طبری جلد ۴ ص۵۳ مطبوعہ مصر کامل جلد ۲ ص۱۶۳ مطبوعہ مصر)

(طبری جلد ۴ ص۵۳ مطبوعہ مصر کامل جلد ۲ ص۱۶۳ مطبوعہ مصر)
آپ قبائل کی بکریوں اور بھیڑوں کا دودھ دوہا کرتے تھے جب آپ خلیفہ ہو گئے تو ایک لڑکی نے کہا کیوں اب آپ ہماری بھیڑوں کا دودھ کاہے کو دوہیں گے آپ نے فرمایا یقیناً میں ایسا کرونگا۔

خیر۔ حضرت ابوبکر نے جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عمر کی یہ گفتگو سنکر کہا:۔

فان لم تبایع فلا اکرھک

(کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص۱۱)

یا علی اگر آپ میری بیعت نہیں کرتے تو میں آپ کو مجبور بھی نہیں کرتا۔ اس پر پارٹی کے تیسرے رکن حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اس طرح گویا ہوئے:۔

یا ابن عم! انک حدیث السن وھؤلاء مشیخۃ قومک لیس لک مثل تجربتہم ومعرفتہم بالامور ولا اری ابابکر الا اقوی علی ھذا الامر منک واشد احتمالا واضطلاعا فسلم لابی بکر ھذا الامر فانک ان تعش ویطل بک بقاء فانت لھذا الامر خلیق وبہ حقیق فی فضلک ودینک وعلمک وفہمک وسابقتک ونسبک وصہرک (...)

www.khwajanateefansari.com

(کتاب الامامۃ والسیاست ص۱۱)

اے علی! تم ابھی کم سن ہو ابو بکر سن دراز اور تجربہ کار ہیں تمہیں ویسا تجربہ یا اعتبار سن نہیں پس اب ابو بکر کی بیعت کر لو انشاء اللہ اگر آپ زندہ رہے تو آگے چل کے آپ کی بیعت ہو جائیگی کیونکہ آپ اس کے مستحق اور اس کے لائق ہیں اور آپ کا فضل دین، علم، فہم، سبقت اسلامی، خاندانی وجاہت اور رسول اللہ سے دامادی کا رشتہ ایسی خصوصیتیں ہیں جو آپ کے حق کی مئوید ہیں۔

کیا کہنا ابو عبیدہ صاحب کی اس سیاسی تقریر کا، حقوق کا اعتراف بھی کر گئے اور سیاسی زبان میں ایسی بات کہی جو حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ بھلا حضرت علی سے بڑھکر امور دینیہ اور معاملات ملکیہ میں کس کا تجربہ تھا۔ سرکار رسالت ہجرت کے وقت امانتیں جناب امیر کے سپرد فرما گئے تھے۔ انہیں اپنے امور کا مدار المہام اور انچارج بنا کر گئے تھے۔ غزوہ تبوک کے وقت انہیں رسول اللہ نے اپنے قائمقام ہونے کا موقعہ دیا۔ رسول اللہ کی زندگی بھر وزارت رسالت کے عہدے پر متمکن رہے حضرت ابو بکر کو تو صرف سورہ برات دیکر بھیجا تھا اس میں بھی جو کچھ ہوا ارباب تاریخ سے پوشیدہ نہیں آخر اس موقعہ پر بھی سرکار رسالت کی قائم مقامی کا فخر سرکار ولایت جناب امیر علیہ کے حصہ میں آیا غزوہ خیبر میں حضرت ابو بکر کو سپہ سالاری کا موقعہ (CHANCE) ملا اس کا جو حشر ہوا وہ ارباب تاریخ سے پوشیدہ نہیں۔ اسے مؤرخین و محدثین سواد اعظم کی تحریروں سے پڑھ لیجئے۔ آخر سپہ سالاری علمداری اور فتح خیبر کا سہرا جناب امیر ہی کے سر بندھا فتدبر ولاتکن من الجاحدین۔

بہرکیف جناب امیر علیہ السلام سے بیعت لینے کی جب یہ کوشش ناکامی پر ختم ہو گئی تو آخر میں جناب امیر علیہ السلام نے اپنے استحقاق خلافت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:-

اللہ اللہ یا معاشر المہاجرین لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب عن دارہ و قعر بیتہ الی دورکم و قعور بیوتکم ولا تدفعوا اہلہ عن مقامہ فی الناس وحقہ فواللہ یا معاشر المہاجرین لنحن احق الناس بہ لانا اہل البیت ونحن احق بہذا الامر منکم ما کان فینا القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ العالم بسنن رسول اللہ المضطلع بامر الرعیۃ المدافع عنہم الامور السیئۃ القاسم بینہم بالسویۃ واللہ انہ لفینا فلا تتبعوا الہوی فتضلوا عن سبیل اللہ فتزدادوا من الحق بعدا (کتاب الامامۃ والسیاست ص۱۲)

اللہ اللہ اے گروہ مہاجرین! رسول اللہ کی سلطنت کو ان کے گھر سے نکال کر اپنے گھر میں نہ لیجاؤ اور رسول اللہ کے اہل بیت سے ان کے حقوق نہ چھینو، نہ ان کو ان کی جگہ سے ہٹاؤ کیونکہ خدا کی قسم اے گروہ مہاجرین ہم اس منصب کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ کیونکہ ہم اہل البیت ہیں۔ اور ہمیں میں کتاب خدا کا قاری، دین الہی کا فقیہ، سنن رسول کا عالم رعیت کے حالات سے باخبر ان سے برائیوں کا دور کرنے والا اور ان سے مساوات کا برتاؤ کرنے والا خدا کی قسم ہمارے سوا ایسا شخص کہیں بھی نہیں ملیگا۔ کیوں خواہش نفس کی پیروی کرتے ہو اور گمراہ ہو کر حق سے دور ہوتے جا رہے ہو۔

اللہ اللہ کیا کلام فصاحت نظام ہے فصاحت و بلاغت اور معقولات کے جواہر ریزے ہیں ابو عبیدہ کی سیاسی تقریر کے جواب میں آپ نے اپنے کلام کو حرف استعجاب اللہ اللہ سے شروع فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس پر آپ کو تعجب اور حیرت ہے حضور نے اپنے استدلال میں لفظ اہل البیت کو تحفظ

www.khwajaateelaransari.com

نت میں بار بار پیش کیا ہے۔ اشارہ آیہ تطہیر کی طرف ہے جس میں آپ کی عصمت لفظ اہل البیت سے بیان ہوئی ہے۔ یعنی آپ پھر فرما رہے ہیں معصوم کی موجودگی میں غیر معصوم کی بیعت کا مطالبہ العجب ثم العجب۔ خاندانی رفعت کے بعد اپنی قابلیتوں کا تذکرہ ہے۔

اگر اس منصب کے لئے علم کتاب اللہ کی ضرورت ہے تو اہل بیت میں ایک صاحب علم کتاب ہے یعنی میں ہوں۔

اگر امور خلافت کی انجام دہی علم فقہ پر منحصر ہے تو پھر عالم علم فقہ میں ہوں۔

اگر سنن رسول کا علم اس منصب کے لئے ناگزیر ہے تو پھر مجھ سے بڑھکر ان کا عالم کون ہے؟

اگر رعیت کے حال سے باخبر ہونا شرطِ حکومت ہے تو یہ شرط بھی مجھ میں باحسن الوجوہ موجود ہے۔

اگر رعایا سے برائیوں کا دور کرنا راعی کے لئے ضروری ہے تو اس کی اہلیت مجھ سے بڑھکر کسی میں نہیں۔

اگر رعیت میں تقسیم دولت مساوات سے کرنا اور ان سے عدل و انصاف کا برتاؤ رکھنا ریاست دینیہ کی شرط ہے۔ تو یہ صفت بھی مجھ میں پورے طور پر موجود ہے۔

حاضرین میں سے جناب امیر علیہ السلام کے اس استدلال کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ بشیر الانصاری الخزرجی نے اس تقریر کا اثر لیکر اس تقریر کے استدلال کو تسلیم کیا۔ یہ بشیر الانصاری الخزرجی کون ہے؟ یہ بھی سن لیجئے۔ بشیر بن سعد قبیلہ خزرج سے تھے اور سعد بن عبادہ بھی قبیلہ خزرج ہی سے تھے اور اس خاندان کے بزرگ تھے مگر بشیر کو اپنے خاندان کے بزرگ سے عداوت تھی حسد تھا۔ جب اس نے سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی کو دیکھا تو اسے خیال ہوا کہ کہیں سعد بن عبادہ امیر نہ ہو جائیں سعد بن عبادہ سے حسد کی

بنا پر حضرت ابوبکر کی پارٹی سے مل گیا تھا تاکہ اپنے خاندان کے بزرگ کو زک دے سکے اور اس کی وجہ اس پارٹی کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ انصار کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا لوگوں پر ایک اژدہامی ذہنیت (MASS MENTAL ITY) کی کیفیت طاری ہوگئی اور حضرت ابوبکر کی پارٹی کو اس طرح کامیابی حاصل ہوئی۔

بشیر الانصاری الخزرجی جناب امیر علیہ السلام کے استدلال سے اس قدر متاثر ہوا کہ بے اختیار پکار اٹھا۔

لوکان ھذا الکلام سمعتہ الانصار یا علی قبل بیعتہا لابی بکر ما اختلف علیک اثنان (کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص۱۲)

اے علی! اگر یہ کلام انصار ابوبکر کی بیعت سے پہلے سنتے تو آپ کے سوا کسی دوسرے کی بیعت کبھی بھی نہ ہوتی۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا "تو کیا میں رسول اللہ کو بیگور و کفن چھوڑ دیتا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر خلافت کیلئے تم سے نزاع کرتا۔ یہ تو مجھ سے کبھی بھی گوارا نہ ہوتا اور نہ مجھے زیبا تھا" یہ فرما کر آپ وہاں سے چلے آئے۔

اما میکہ روز وفات پیمبر ۔ خلافت گزارد بماتم نشیند۔

ہم نے اس اعلانِ استحقاقِ خلافت کو صرف مشہور مورخ محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ سے نقل کیا ہے۔ اس کتاب کا وہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے جو مصر میں مصطفی البابی الحلبی کے مطبع میں ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء میں طبع ہوئی ہے ورنہ اور بھی مورخین و محدثین نے اسے لکھا ہے۔

سرکار رسالت کی وفات کے بعد اقتدار بنی ہاشم کے ہاتھ سے لے لیا گیا۔ ایک زمانہ ایسا آیا کہ قلم ارباب اقتدار کے ہاتھ میں تھی شعبہ تاریخ پر انکے اپنے آدمی قابض تھے۔ بنی امیہ کے زمانہ اقتدار میں احادیث سازی کی مہم زور و شور پر تھی اہل بیت کے اقوال و افعال پر پردہ ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کیجا رہی تھی مخالفت اہلِ بیت کا طوفان بپا تھا۔ خدا معلوم جناب امیر نے اپنے استحقاق خلافت پر کس قدر احتجاجات فرمائے ہیں جو حکومت کے سنسر کی نذر ہو گئے ان حالات کے باوجود کتب اہل سنت میں ان احتجاجات کا ہونا اہل بیت کی شان اعجاز ہے

حضرت ابوبکر نے جب آخری وقت حضرت عمر کو خلیفہ نامزد

www.khwajalateefansari.com

فرمایا تو اسیر احتجاج کا موقعہ نہ تھا اور نہ اس کی ضرورت تھی۔ البتہ جناب امیر علیہ السلام نے مطالبہ بیعت ابوبکر کے دن ہی اشارہ فرما دیا تھا کہ "اے عمر آج تم ان کے لئے امر خلافت کو مضبوط کرو۔ کل وہ تمہارے لئے مضبوط کر جائینگے"۔

ہاں۔ جب حضرت عمر شوریٰ کی سکیم مرتب فرما کر رخصت ہوئے اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے حضرت عثمان کو خلیفہ بنانا چاہا تو شوریٰ کی کمیٹی میں حضرت علی علیہ السلام نے استحقاق خلافت کا اعلان اپنے حقوق اور اپنی افضلیت و اہلیت کو نہایت شدومد سے بیان فرمایا جناب امیر کے شوریٰ کمیٹی میں احتجاجات باختلاف الفاظ اہل سنت کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں جنھیں ہم یہاں اختصار کے پیش نظر اصل عربی عبارات کو درج نہیں کرتے بلکہ صرف اردو ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مقالہ طول و اطناب کا کفیل نہیں ہو سکتا۔

(۱) ابن حجر مکی لکھتے ہیں:۔ دار قطنی نے اپنے اسناد سے اخراج کیا ہے۔ کہ حضرت علی نے یوم شوریٰ ان آدمیوں کے سامنے جن کو حضرت عمر نے خلافت کے فیصلہ کا اختیار دیا تھا ایک طویل کلام کیا اس میں کا ایک فقرہ یہ تھا "میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے درمیان میرے سوا کوئی اور ہے۔ جس کو رسول اللہ نے فرمایا ہو کہ اے علی تم جنت و دوزخ کے تقسیم کرنیوالے ہو سب نے کہا بخدا نہیں ہم میں آپ کے سوا اور کوئی ایسا نہیں۔ (الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی الباب التاسع فصل الثانی صفحہ ۷۵)

(۲) ابن حجر مکی لکھتے ہیں:۔ دار قطنی نے اپنے اسناد سے روایت کیا ہے کہ شوریٰ والے دن حضرت علی نے اہل شوریٰ پر حجت ختم کرنے کے لئے گفتگو کی اور فرمایا تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے درمیان میرے سوا کوئی دوسرا ہے جو جناب رسالتمآب سے رشتہ میں مجھ سے زیادہ قریب ہو اور جسکو رسول اللہ نے اپنا نفس فرمایا ہو اور جس کی اولاد کو تمام حضرات نے اپنی اولاد کہا ہو اور جسکی عورتوں کو اپنی عورتیں کو اپنی عورتیں کہا ہو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے سوا اور کوئی ایسا نہیں (الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی صفحہ ۹۳)

(۳) علامہ اخطب خوارزم جناب امیر علیہ السلام کے احتجاج کا ذکر اپنی کتاب المناقب میں اس طرح فرماتے ہیں۔ حارث بن محمد روایت کرتا ہے ابی طفیل عامر بن واثلہ سے عامر بن واثلہ کہتا ہے کہ میں بروز شوریٰ اس مکان کے دروازہ پر تھا پس اندر لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں میں نے حضرت علی کو کہتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ درآنحالیکہ قسم بخدا میں ابوبکر کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار تھا۔ مگر میں خاموش رہا اس ڈر سے کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں۔ پھر ابوبکر نے عمر کی بیعت کرا دی اور قسم بخدا اس عمر کی نسبت میں خلافت کا زیادہ حقدار اور اہل تھا۔ مگر پھر بھی اس ڈر سے خاموش رہا کہ لوگ پھر کافر ہو جائیں۔ اب تم عثمان کی بیعت کرانے کا ارادہ رکھتے ہو اب میں تمکو حق کی باتیں سناؤنگا۔ عمر نے اس خدمت کو کو پانچ آدمیوں میں ڈال دیا ہے اور میں ان کا چھٹا ہوں نہ عمر نے میرے شرف و بزرگی کو سمجھا اور نہ یہ لوگ سمجھتے ہیں اور قسم بخدا اگر میں اپنی فضیلتیں بیان کرنی شروع کروں۔ تو ان میں سے ایک بھی خواہ عربی ہو یا عجمی دشمن ہو یا کافر تردید نہیں کر سکتا پھر فرمایا:۔

اے پانچ لوگوں کی جماعت! میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے میرے سوا کوئی رسول اللہ کا بھائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں پھر اسی طرح آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کی نسبت دریافت کرنے لگے حمزہ، جعفر، فاطمہ، حسین اور وہ سب جواب دیتے گئے

www.khwajateefalansari.com

کہ ہم میں کوئی آپ کے سوا ایسا نہیں جس کے رشتہ دار قریبی ایسے ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے مجھ سے پہلے مشرکین کو قتل کیا ہو یا مجھ سے پہلے اسلام لایا ہو۔ یا میری طرح دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہو۔ سب نے جواب دیا کہ ہم میں سے آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے میرے سوا کوئی اور ہے جس کی محبت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کی ہو یا جس نے رسول اللہ کو غسل دیا ہو سب نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ نے سد ابواب اور ردّ شمس اور حدیث طیر کے حوالہ سے اپنی فضیلت بیان کی اور وہ جواب دیتے گئے کہ ہم میں سے آپ کے سوا کوئی اور ایسا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے میری طرح رسول اللہ کو ہر ایک جنگ اور شدت میں بچایا ہو اور ان کی حفاظت کی ہو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے میری طرح اپنی جان رسول اللہ پر قربان کی ہو اور ان کے فرش خواب پر سویا ہو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی میرے اور میری زوجہ فاطمہ کے سوا ایسا ہے کہ جس کو خمس ملا ہو سب نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کو میرے سوا خاص اور عام دونوں میں حصہ ملا ہو سب نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس کی طہارت مطلق قرآن شریف سے ثابت ہو سب نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی آپ کے سوا ایسا نہیں پھر سد ابواب کا ذکر فرمایا اور کہا کہ تمہاری شکایت پر رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ خدا نے تمہارے دروازے بند کئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا سب نے تصدیق کی۔ پھر آپ نے آیہ ذا القربیٰ اور جناب رسالت مآب کی رازداری اور رازگوئی کا ذکر کیا اور سب نے تصدیق کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ کے ساتھ سب سے آخر تک رہا ہو اور ان کو قبر میں اتارا ہو سب نے کہا کہ ہم کوئی ایسا نہیں ہے"۔

محمد بن یوسف الکنجی نے بھی اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں جناب امیر کے احتجاج کو جو یوم شوریٰ فرمایا لکھا ہے اور یہ ابن مغازلی کی مناقب کی کتاب اور تاریخ حبیب السیر میں بھی موجود ہے۔

جب ان احتجاجات کے بعد بھی حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے حضرت عثمانؓ کے حق میں خلافت کا فیصلہ دیدیا اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا:۔

لیس هذا اول یوم تظاهرتم فیه علینا فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون ما ولیت عثمان الا لیرد الامر الیک (طبری جلد ۵ ص مطبوعہ مصر)

یہ پہلا دن نہیں کہ تم نے ہمیشہ غلبہ حاصل کیا ہو اور ہماری حق تلفی کی ہو صبر جمیل کے سوا چارۂ کار کیا ہے خدا ہمارا مددگار ہے ان باتوں پر کہ جو تم کرتے ہو اے عبدالرحمن تم نے عثمانؓ کو خلیفہ نہیں بنایا مگر اسلئے کہ خلافت تمہیں پلٹا دی جائے۔

اس احتجاج پر علامہ شبلی المامون ص ۹ پر لکھتے ہیں: "جب عبدالرحمن ابن عوف نے جو اس نزاع کے طے کرنے کے ثالث مقرر ہوتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ لیا تو حضرت علی نے صبر جمیل کہا اور تن بہ تقدیر راضی ہو گئے"۔

صبر جمیل اس صبر کو کہتے ہیں جو شدید ظلم پر مظلوم اختیار کرتا ہے:۔ ..... جناب امیر علیہ السلام اپنا استحقاق خلافت خطبۂ شقشقیہ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

اما والله لقد تقمصها فلان وانه لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحا وطفقت ارتئی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیة عمیاء یهرم فیها الکبیر ویشیب فیه الصغیر ویکدح فیها مؤمن حتی یلقی ربه فرأیت ان الصبر علی هاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجا اری تراثی نهبا حتی مضی الاول لسبیله فادلی بها الی فلان بعده ثم تمثل بقول الاعشی

شتان ما یومی علی کورها ویوم حیان اخی جابر

فیا عجبا بینا ھو یستقیلھا فی حیاتہ اذ عقدھا لآخر بعد وفاتہ لشد ما تشطرا ضرعیھا فصیرھا فی حوزۃ خشناء یغلظ کلمھا ویخشن مسھا ویکثر العثار فیھا والاعتذار منھا فصاحبھا کراکب الصعبۃ ان اشنق لھا خرم وان اسلس لھا تقحم فمنی الناس لعمر اللہ بخبط وشماس وتلون واعتراض فصبرت علی طول المدۃ وشدۃ المحنۃ حتی اذا مضی لسبیلہ جعلھا فی جماعۃ زعم انی احدھم فیا للہ وللشوری متی اعترض الریب فی مع الاول منھم حتی صرت اقرن الی ھذہ النظائر لکنی اسففت اذ اسفوا وطرت اذ طاروا فصغی رجل منھم لضغنہ ومال الآخر لصھرہ مع ھن وھن الی ان قام ثالث القوم نافجا حضنیہ بین نثیلہ ومعتلفہ وقام معہ بنو ابیہ یخضمون خضمۃ الابل نبتۃ الربیع (نہج البلاغہ جلد اول خطبہ ۳ ص ۲۵ مطبوعہ مصر)

جناب امیر علیہ السلام اس خطبہ میں اپنے انداز کے ساتھ ادوار خلفائے ثلاثہ کی تصویر کشی فرمائی ہے اس خطبہ کو علمائے اہل سنت نے کلام جناب امیر علیہ السلام تسلیم کیا۔ اسکے جواہر کو نقل کرنا یا اس خطبہ کے استعارات تشبیہات اور کنایات کی شرح لکھنا ایسا طویل عمل ہے کہ جس کی اس مختصر مقالہ میں گنجائش نہیں۔ اسلئے ہم صرف اردو ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

سنو! خدا کی قسم فلاں شخص نے خلافت کو قمیص بنا کر پہن لیا اور وہ یقیناً جانتا ہے کہ میں خلافت کے لئے اتنا ضروری ہوں جتنا کہ چکی کی گردش کیلئے درمیانی میخ ضروری ہوتی ہے جس پر چکی کی گردش کا دارومدار ہے۔ میری رفعت و برتری یہ ہے کہ سیل مجھ سے اترتا ہے اور میری بلندی تک کوئی پرندہ پر مار نہیں سکتا۔ آخر میں نے اس معاملہ خلافت سے چشم پوشی کی۔ اور اس سے منہ پھیر لیا اور میں سوچ رہا تھا کہ آخر مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کیا ان کٹے ہوئے ہاتھوں سے اپنے دست و بازو (معین و مددگار) لڑوں یا اس گھٹا ٹوپ اندھیاری پر صبر کروں جو ایسی طویل کہ جس میں بڈھا بالکل پھونس ہو جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے۔ ایمان والا اس میں کوشش بلیغ کرتے کرتے مر جائے۔ مگر میں نے دیکھا کہ صبر کرنا لڑنے سے بہتر ہے اور عقل سے قریب ہے۔ لہذا میں نے صبر کیا۔ تاراج ہوتا رہا لیکن آنکھوں میں کھٹک تھی۔ اور گلے میں تکلیف کی ہڈی اٹکی ہوئی تھی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث لٹ رہی ہے۔ یہاں تک کہ پہلا اپنی راہ لگا۔ اور اپنے بعد فلاں کو خلافت سپرد کر گیا۔ پھر آپ نے اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا۔ (ان دونوں دنوں میں (یعنی) تکلیف اور راحت کے دنوں میں بڑا فرق ہے۔ یہ دن اور ہے جب میں اپنے ناقہ کی پشت پر ہوں اور وہ دن اور ہے جب کہ میں حیان (نام) کے پاس فارغ البالی سے بسر کرتا بڑا فرق ہے۔ یا تو وہ پہلا اپنی زندگی ہی میں اپنی لغزشوں سے سنبھلنے کیلئے دوسروں کی مدد چاہتا تھا۔ اب یہ ہوا کہ وہ خلافت کو اپنی موت کے بعد مضبوط کر گیا۔ کس طرح اپنے اپنے حصہ میں خلافت کے تھن یکے بعد دیگرے ان دونوں نے نچوڑ لئے۔ خلافت کو دوسرے کے سپرد کر کے ایک ایسے صعب و سخت مقام میں ڈال دیا ہے۔ جہاں اس کے زخم گہرے ہوتے ہیں۔ اور ہاتھ لگایا نہیں جا سکتا۔ آئندہ بہت سخت اور بہت زیادہ لغزشیں اس میں ہیں اور ہوں گی۔ اور اس کے بارے میں بہت عذر کئے گئے اور کئے جاتے رہیں گے۔ خلافت کی زمام ہاتھ میں لینے والا اس سوار کی طرح ہے جو ایک سرکش بے لگام کی موٹی اونٹنی کی پیٹھ پر ہو اور اس کی نکیل اگر کھینچی جائے تو اس کی ناک کٹ جائے اور اگر ڈھیل دی جائے تو بھاگ کر اپنے کو مہلکوں میں ڈال دے۔ خدا کی قسم لوگ گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے۔ اور راستے بھٹک گئے اور بدل گئے۔ میں نے اس طولانی مدت پر اور شدید تکالیف پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ یہ دوسرا بھی اپنے راستے چلا گیا۔ اور خلافت کے معاملہ کو ایک ایسے گروہ کے سپرد کر دیا جس کی ایک فرد اپنے گمان میں مجھے بھی جانتا تھا۔

یا اللہ (دے سہارا) مجھے شوریٰ سے واسطہ اور میرے متعلق پہلے کے مقابلہ میں بھلا کب شک پیدا ہوا تھا۔ جو میں ان لوگوں کے ساتھ شریک کیا جاتا ہوں۔ مگر جب وہ اونچے اڑے تو میں ساتھ ساتھ بلند ہوا جب وہ زمین پر منڈلانے لگے تو میں بھی ساتھ ساتھ جھکتا۔ اپنا حق ان چھوٹوں سے بھی طلب کیا۔ جیسا ان کے بڑوں سے بھی طلب کیا تھا۔ ان میں ایک گروہ میں سے آدمی اپنے بغض و عناد کی وجہ سے مجھ سے پھر گیا۔ اور دوسرا بہنوئی ہونے کی وجہ سے اور دوسرے ناگفتہ بہ کی وجہ سے مجھ سے پلٹ گیا۔ غرضیکہ قوم کا تیسرا آدمی تکبر سے اکڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے باپ کی اولاد (بنی امیہ) کھڑی ہو گئی۔ اور خدا کا مال خوب چبا چبا کر کھانے لگے جیسے اونٹ فصل ربیع کی گھاس کھاتا ہے۔ ایک دوسرے خطبے میں جناب امیر

پنج مشکلات کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

فان اقل یقولوا حرص علی الملک وان اسکت یقولوا جزع من الموت ہیہات بعد اللتیا والتی واللہ لابن ابی طالب آنس بالموت من الطفل بثدی امہ بل اندمجت علی مکنون علم لو بحت بہ لاضطربتم اضطراب الارشیۃ فی الطوی البعیدۃ

(نہج البلاغہ جلد ۱ خطبہ ۵ صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر)

اس وقت اگر میں خلافت کے بارے میں کچھ کہتا ہوں تو لوگ یہی کہیں گے کہ دیکھئے علی کو ملک اور دولت کی طمع ہوئی۔ اور اگر چپ رہتا ہوں تو یہی کہیں گے کہ دیکھئے اپنا حق لینے میں موت سے ڈر گئے (افسوس) مجھ سے خوف موت بہت ہی دور ہے کیونکہ ہر چھوٹی بڑی سختی کو جھیل چکا ہوں۔ جیسا کہ زمانہ آگاہ ہے۔ خدا کی قسم ابی طالب کا بیٹا موت سے بہت مانوس ہے۔ اور اس سے کہیں زیادہ جتنا کہ دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے پستان سے (یہ بات نہیں) بلکہ ایسے مخفی راز اور پوشیدہ علم کا میں رازدار ہوں۔ اور وہ راز جانتا ہوں کہ اگر انہیں کہیں ظاہر کردوں تو تم یوں کانپ اٹھو جیسے گہرے کنوئیں میں رسیاں کانپتی اور لرزتی ہیں۔

اس سلسلہ میں دیوان جناب امیر کے چند اشعار جو اعلان استحقاق خلافت پر مشتمل ہیں یہاں نقل کرنے ضروری ہیں۔ دیوان جناب امیر کو علمائے اہل سنت کلام جناب امیر تسلیم کر چکے ہیں۔ مگر اس مقالہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس موضوع کو لکھا جائے۔

۱۔ تعلموا لابی بکر ولا تمثل حجابها۔ بان علیا خیر من خاف وانتعل

معلوم کرلے ابوبکر اور تمام انسان زمین کہ علی ہر پابرہنہ اور کفش پوش سے بہتر ہے

۲۔ وان رسول اللہ اوصی بحقہ۔ واکد فیہ قولہ فی الفضائل

بہ تحقیق کہ رسول اللہ نے علی کے حق میں امت کو وصیت کی اور اس کے فضائل بیان کئے۔

۳۔ ولا تبخس حقہ وازدد بہ الوریٰ۔ فانہ فان اللہ اصطفاہ تعالیٰ

اس کے حق میں بخیلی نہ کر اور دنیا کے لوگوں کو اس کی طرف پھیر دے بہ تحقیق خدائے عزوجل سب سے زیادہ حق کو ظاہر کرنے والا ہے۔

۱۔ لقد علم الناس بان سہمی۔ من الاسلام یفضل کل سہم

بہ تحقیق لوگوں کو معلوم ہے کہ میرا حصہ اسلام میں سب کے حصوں سے زیادہ ہے۔

۲۔ وانی قاید للناس طراً۔ من الاسلام من عرب وعجم

بہ تحقیق کہ میں عرب و عجم کو اسلام کی طرف کھینچ کر لے جانیوالا ہوں۔

۳۔ وقاتل کل صندید رئیس۔ وجبار من الکفار ضیغم

اور میں کفار کے بڑے بڑے سرداروں اور ربیبوں کا قتل کرنے والا ہوں۔

۴۔ وفی القرآن الزمہم ولائی۔ واوجب طاعتی فرضاً لعزم

اللہ تعالیٰ نے میری محبت مسلمانوں پر واجب کر دی ہے۔ اور ارادہ کے ساتھ میری اطاعت کرنا ان پر واجب ہے۔

۵۔ کما ہارون من موسیٰ اخوہ۔ کذاک انا اخوہ وذاک اسمی

جس طرح موسیٰ سے ان کے بھائی ہارون کو نسبت تھی اسی طرح میں محمد مصطفیٰ کا بھائی ہوں اور ان سے وہی نسبت رکھتا ہوں۔

۶۔ لذلک اقامنی لہم اماماً۔ واخبرہم بہ بغدیر خم

اسی وجہ سے جناب رسول خدا نے مجھے اپنی امت کا امام مقرر کیا۔ اور اس کی خبر ان کو بروز غدیر خم دی

مولائے کائنات! آپ نے جس قدر اپنے استحقاق خلافت کے اعلانات فرمائے وہ ارباب اقتدار کے سنسر نے ہم تک پہنچنے نہیں دیئے۔ مگر پھر بھی:-

قلیل فیک یکفینی ولکن۔ قلیلک لا یقال لہ قلیل

جو آپ کے احتجاجات میں سے تھوڑا سا حصہ ہم تک پہنچا ہے یہ بھی ہمارے لئے کافی ہے۔ چونکہ آپ کا یہ تھوڑا بھی ایسا ہے جسے تھوڑا نہیں کہہ سکتے۔

علی نمبر قیمت ۲ روپیہ محصولڈاک ۸ رجوع علی نمبر قیمت ۲ روپیہ محصولڈاک ۸
پانچ کاپیاں اکٹھی منگانے پر ۱۰ فی روپیہ رعایت دی جائے گی
شیعہ کے مستقل خریداروں سے نصف قیمت لی جائے گی

(مینجر)